

بعد مدت کے برو آئی۔ آرزو  
 کیا نصیب اپنا دل حیران۔ کھلا  
 قید میں کب تک رہوں میں تنگ دل  
 اے جنوں دکھلا کوئی میدان کھلا  
 آج اجرِ سعی بے حاصل ملا  
 غیب سے دروازہ احسان کھلا  
 (میں تو کہتی تھی النہی خیر ہو  
 مجھ سے کیوں میرا دل نادان کھلا)

کیا خبر تھی خوبیٰ تقدیر کی  
 آج بخت حسرت و ارمان کھلا  
 جذب دل کو بے اثر سمجھی تھی میں  
 آج رمز پرسش پنهان کھلا

نالہ و فریاد کب تھی بے اثر  
 آج اعجازِ دل نالاں کھلا  
 (کھل گیا حال تمثیلِ محال  
 اب مآلِ عشق بے سامان کھلا)

(لیلنی کا زندان سے نکل جانا)

دسوائیں — کوچہ و بازار

لیلی (خود بخود)

اے، عشق ! دکھا مجھ کو راہِ صحراء  
 اے شوق ! بتا مجھ کو راہِ صحراء

۱۔ صنف کلام : ایات ، بھر قریب واقی اخرب مکفوف مالم - وزن :  
 مفعول مقاعیل قاع لاتن ، دو بار -

اے قیس ! تجھے پاؤں کس طرح میں  
اے جذب ! وہاں جاؤں کس طرح میں

### گیارہوان سین — بیرون شهر (لیلی (خود بخود)

رخصت اے حب الوطن ! لے جاتے ہیں ہم  
فرصت اے سیر چمن ! دے جاتے ہیں ہم  
نجد میں اب ہم کو پہنچا اے جذب دل !  
قیس کو اب جلد دکھلا اے جذب دل !

### بارہوان سین — صحراء (لیلی قیس کو تلاش کرتی ہے) (لیلی (خود بخود)

بلائے جان مرا جو بن بن کے  
پھرایا عشق نے جو گن بن بن کے  
دیے ہیں آنسوؤں کے موتیوں سے  
یہ مالے اور یہ سمرن بن بن کے  
پنهایا ہے مجھے پہلوں کا گھنا  
دل پُر داغ کو گلشن بن بن کے

۱۔ صنف کلام : ایات بھر جدید واں سالم - وزن : فاعلان فاعلان  
مستعمل دو بار - قصد شاعر : اظہار اس امر کا کہ جذب شوق آخر  
حبِ وطن پر بھی غالب آیا ۔

۲۔ صنف کلام - غزل مسلسل ، بھر هزج بجز و مخدوف یا مقصور۔  
وزن : مقاعیل مقاعیان فرعون ، قصد شاعر : اظہار انداز حسن و عشق بہ یک  
بار - لیلی معشوق ہے اور مجنوں کے جذب شوق نے آس کو عاشق بنا  
دیا ہے - آس کی نازک جان ، آس کے عاشق تن ہونے کی وجہ سے  
کیا کیا صدمے الہا رہی ہے ۔

کوئی دیکھئے تو اس زلف میہ کو  
یہ کس نے چھوڑ دی ناگن بنا کے  
کیا ہے دل پریشان کس بلا نے  
مجھے خود کا کل پر فن بنا کے  
پھر اتا ہے کسی کا جذب الفت  
مرے دل کو مرا دشمن بنا کے  
آتارا عشق نے وہ بھاری گھنا  
پنهایا زیور آهن بنا کے  
کسی کے عشق میں دھونی رمانی  
دل پر داغ کو گلخن بنا کے  
عجب آتا ہے اپنے دل پہ مجھے کو  
بنایا موں اسے آهن بنا کے  
جلایا شمع کی ماند اک عمر  
مجھے خود شعلہ روشن بنا کے  
بنا بولٹا سا قد سرو چراغان  
جلایا زینت گلشن بنا کے  
مٹاٹی ہے مجھے کیوں میری تقدیر  
بگڑ جاتی ہے یوں بھی بن بنا کے  
کسی کی آتش غم ہائے کیا کیا  
تپاتی ہے مجھے کندن بنا کے  
یہ صدمے اور نازک جان میری  
مٹایا مجھے کو عاشق تن بنا کے  
کیا فترے کو دامن بگیر میرا  
قضانے گوشہ دامن بنا کے

کیسے ہیں دفن ارمان کیسے کیسے  
دل آباد کو مدفن بنا کے  
فراق یار میں جب آئی برسات  
رلا یا خود ہمیں ساون بنا کے  
وہ چہرہ جو کبھی تھا ارغوانی  
کیا نیلا کل سوسن بنا کے  
حبا کی طرح سے پھرتی ہوں بن بن  
ہوائے یار کو تو سن بنا کے  
پھراتا ہے جنوں صحراء بہ صحراء  
بہار باغ کو جوگن بنا کے

### تیرہوان سین — وادی نجد (مسکن مجنوں)

مجنوں (خود بخود)

نہیں، میرے سوا کوئی، انا لیلی انا لیلی  
نہیں ہے دوسری لیلی، انا لیلی انا لیلی  
میں ہوں عاشق، میں ہوں رسول، میں ہوں وہ یار بے پروا  
یہ عشق اور عاشقی کیسی، انا لیلی انا لیلی

۱۔ صنف کلام : غزل بھر ہزج وافی سالم - وزن : مقاعیلن مقاعیلن  
مقاعیلن مقاعیلن ، دو بار - قصید شاعر : اظہار حالت فنا ف العشق جس کو  
”اتحاد“ کہتے ہیں - اس حالت کے بارے میں دو مذہب ہیں - وحدت  
وجود والی تو یہ کہتے ہیں کہ اس حالت میں یہ بھی ممکن ہے  
کہ عاشق و معشوق دونوں واقعے میں ایک ہو جائیں اور کسی قسم  
کی دوئی نہ رہے - اور وحدت شہود والی صرف اس کے قائل ہیں  
کہ یہ حالت شدت استغراق اور جذب میں طاری ہو سکتی ہے مگر  
واقعے میں شاهد و مشہود ایک نہیں ہو جاتے اور اس کو محقق طوسی  
علیہ الرحمة نے بھی تسلیم کیا ہے (دیکھو رسالہ ”او صاف الاشراق“)

نہ اب ہے شمع و پروانہ، جلاتا ہے نہ جل جانا  
 فقط شعلہ ہے اب باقی، انا لیلی انا لیلی  
 نہ وہ شمع جہاں اب ہے نہ فانوس خیال اب ہے  
 نہ اب دوری، نہ اب صوری، انا لیلی انا لیلی  
 جو میرا ہے وہ تیرا ہے کہ جو تو ہے وہی میں ہوں  
 (وہی مجنوں، وہی لیلی، انا لیلی انا لیلی)  
 نہ وصلت ہے، نہ فرقت ہے، نہ آلفت ہے، نہ حسرت ہے  
 (نہ ذلت ہے، نہ رسوائی، انا لیلی انا لیلی)  
 نہ اب گل ہے، نہ ببل ہے، نہ اب صیاد گچیں ہے  
 بھار بے خزان آئی، انا لیلی انا لیلی  
 شراب عشق میں خود ہوں، خراب عشق میں خود ہوں  
 میں ہوں ساغر، میں ہوں ساقی، انا لیلی انا لیلی

(لیلی آتی ہے)

لیلی

یہ کیا کہتا ہے تو مجنوں 'انا لیلی انا لیلی'.  
 ارسے تو ہے مرا شیدا، انا لیلی انا لیلی

۱- صنف کلام : غزل مرصع ، ردیف واحد ، قواوی مختلف - شیخ سعدی  
 کی یہ غزل بھی اسی طرز میں ہے :

اے ماہ عالم موز من از من چرا رنجیده  
 وے شمع شب افروز من از من چرا رنجیده  
 یک شب ترا مہان کنم تا جان و دل قربان کنم  
 جانے تو در چشان کنم از من چرا رنجیده  
 رنجیده رنجیده از من خطأ چه دیده  
 دائم خطأ بخشیده از من چرا رنجیده  
 من سعدی دلخواه تو ابروئے توجون ماہ نو  
 من یار نیکو خواه تو از من چرا رنجیده

مرے عاشق ، مرے شیدا ، میں ہوں معشوق بے بروا  
 مجھے ہے یہ سخن زیبا ، انا لیلی انا لیلی  
 وہ یار نازنیں ہوں میں ، حسین مہ جبیں ہوں میں  
 جو تو ہے وہ نہیں ہوں میں ، انا لیلی انا لیلی  
 کہاں مجنوں ، کہاں لیلی ، ذرا صورت تو دیکھ اپنی  
 جو ہو صاف آرسی دل کی ، انا لیلی انا لیلی  
 یہ کیسی خود نمائی ہے ، یہ کیا دل میں سائی ہے  
 یہ کیا نا آشتائی ہے ، انا لیلی انا لیلی

مجنوں

ابھی کس کی صدا آئی کہ دل ہے جس کا سودائی  
 یہاں لیلی کہاں آئی ، انا لیلی انا لیلی  
 لیلی

یہ ہے دیوانہ پن تیرا ، یہ ہے مستانہ پن تیرا  
 یہ ہے بیگانہ پن تیرا ، انا لیلی انا لیلی  
 یہ باتیں چھوڑا ہے ناداں ! جنوں کا ہے یہ سب سامان  
 سنبھال اپنا دل حیران ، انا لیلی انا لیلی

## بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۶

امن غزل کی نسبت بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ  
 غیر مقولی ہے ، (اور صاحب منتهی العروض) بھی انہیں  
 میں سے ہیں) حالانکہ یہ غلط ہے ، یہاں ہر ایک شعر میں تین تین  
 قافیے موجود ہیں اور ردیف ایک ہے ، یہ بھی کچھ ضرور نہیں کہ  
 تینوں قافیے لفظاً مختلف ہوں مگر دو قافیوں کا اختلاف ضروری ہے ،  
 اور یہ بھی لازم ہے کہ ایسے دو قافیے یکرے بعد دیگرے واقع ہوں  
 تاکہ وہ فیتن جو لفظاً متعدد ہیں ، ایک دوسرے سے علیحدہ ہو  
 جائیں - مثلاً شیع معدی کی غزل مرقومہ کا چوتھا شعر - لیکن اگر تینوں  
 قافیے لفظاً مختلف ہوں تو مستحسن ہے - بھر اور وزن کے لیے گزشتہ حاشیہ  
 دیکھئیں - تصد شاعر : لیلی کی زبانی اظہار عجب کسی قدر غصے  
 کے ساتھ ، مجنوں کی طرف سے معدرت -

جنوں کے طور ہیں بے شک نہیں ہوئی خبر اب تک  
پکاروں میں تجھے کب تک، انا لیلی انا لیلی  
پکار آ کر تو وحشت کو نہ کر بدنام ۰۰فت کو  
لگر آگ اس محبت کو، انا لیلی انا لیلی

جنوں

نه ہو اتنا خفا دلبر جنوں کے جوش میں اکثر  
کہا کرتا ہوں میں مضطرب، انا لیلی انا لیلی  
یہ تھا سب وہم کا دھوکا، تجھے اب میں نے پہچانا  
غلط ہے یہ مرا دعویٰ، انا لیلی انا لیلی

جنوں

(غزل)

واہ<sup>۱</sup> کیا خوبی و رعنائی و زیبائی ہے  
تجھے کو زیبا ہے جو یہ دعوائے یکتائی ہے  
چشم جادو کا ترے کون نہیں ہے بیمار  
نرگس باغ کو بھی حسرت یعنی ہے  
تو جو آئی تو خوشی سے میں ہوا شادی مرگ  
واہ کیا نیک بہانے سے اجل آئی ہے  
آئیے مجھے کو جلا لیجھے میں مرتا ہوں  
سترنے ہیں آپ کو دعوائے مسیحائی ہے  
کیا شب هجر کا احوال کہوں میں تم سے  
کوئی تارہ نہ رہا جب مجھے نیند آئی ہے

۱۔ صاف کلام : غزل بھر رمل وافی محبون مسکن مخذوف وزن :  
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن دو بار - بعض مصرعوں میں رکن آخر  
مقصور فعلان لے لیا ہے - قصد شاعر : اظہار بہجت شکر و شکایت -

شوق کہتا تھا کہ جو کچھ ہو دریار پہ چل  
 عقل کہتی تھی جنون ہے تجھے سودائی ہے  
 آج کل تم کو بہت ہے مری خاطر منظور  
 یا مری یا مرے دشمن کی قضا آئی ہے  
 بوسہ دیتے نہیں پھر دل تمہیں کس بات پہ دین  
 صاحب اتنا تو سمجھیے کوئی سودائی ہے  
 کیا تماشا ہے کہ خلوت میں تو شرمائے ہو  
 اور مخفل میں کوئی جائے تو رسوائی ہے

### لیلی

کیا ہوا آج جو ملنے کی قسم کہائی ہے  
 کل وہی تم وہی ہم اور وہی رسوائی ہے  
 جذب الفت کا اثر دیکھ تو اے قیس ذرا  
 تیرے ملنے کی ہوس مجھے کو یہاں لائی ہے  
 یہ ترا خط ہے نہ رکھوں اسے کس طرح عزیز  
 تقد جان میں نے گنوا کر یہ رقم پائی ہے  
 کوئی دم کے لیے صحراء کی ہوا کھاتی ہوں  
 پھر وہی کنج نفس ہے وہی تنهائی ہے  
 باپ ماں کھینچ کے لے جائیں گے مجھے کو یاں سے  
 پھر وہی ذلت و خواری وہی رسوائی ہے  
 پھر ہوس تیری نکالے گی مجھے زندان سے  
 کہ وہی میں ہوں وہی یہ دل سودائی ہے  
 پھر وہی لالہ صحراء وہی جنگل کی ہوا  
 پھر وہی میں ہوں وہی بادیہ پہائی ہے

جان پر کھیل کے آئی ہوں یہاں تک اے قیس  
دشت پر خار میں لیلیٰ کو قضا لائی ہے  
مجھے کو سونے دے اب اے قیس کہ جائی ہوں میں  
غش کے آثار ہیں یا کہ مجھے نیند آئی ہے

(لیلیٰ کا بے خبر سو جانا)

مختون (خود بخود)

آج<sup>۱</sup> مہ رُو سے مرے گرم ہے پھلو میرا  
جس کے قابو میں ہے دل آس پہ ہے قابو میرا  
ذوق مستی ہے مجھے بے سرو سامانی میں  
ساقیا بھر دے مئے ناب سے چلاؤ میرا

چودھوان سین — صحراء (وادیٰ نجد)

مادر لیلیٰ

کہاں<sup>۲</sup> ڈھونڈھے تجھے مادر مری لیلیٰ مری لیلیٰ  
نہ تجھے کو پاس عزت ہے نہ تجھے کو پاس حرمت ہے  
پڑی تو بے مروت ہے مری لیلیٰ مری لیلیٰ

(لیلیٰ کو دیکھ کے)

یہی تو ہے مری دختر پڑی ہے غش میں یہ مضطэр  
اسے اب لے چلوں میں گھر مری لیلیٰ مری لیلیٰ  
یہی ہے قیس دیوانہ اسے بھی ہوش ہے یا نہ؟  
ہے اپنی دہن میں مستانہ - - - - - - - - - -

-۱- صنف کلام : غزل (دو شعر) بحروف وزن : مثل غزل سابق -

قصد شاعر : اظہار اس مسرت کا جو کامیابی سے حاصل ہوئی ہے -

-۲- صنف کلام : غزل مسلسل مع بحروف وزن و قافیہ کے لے دیکھئے

(لیلی کو گود میں اٹھا کے)

----- مری لیلی مری لیلی -----

مجنوں (ہوش میں آ کے)

کیا، ابھی پھلو میں میرے وہ بت طناز تھا  
کچھ فریب حسن تھا یا عشق کا اعجاز تھا

۱- صنف کلام : غزل بھر رمل وافی مخدوف یا متصور - وزن :  
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن دو بار اور جہاں قصر ہے وہاں دکن  
آخر فاعلان ہے - قصد شاعر :- اظہار اس امر کا کہ مجنوں اس گزشته  
واقعے کو خواب و خیال سمجھا۔ مجنوں تو خیر دیوانہ تھا، بڑے  
بڑے حکماۓ (اہل تصور) اس حیرت میں ہیں کہ اس بڑے کارخانے  
کے سماشے جو ہمارے پیش نظر ہیں، کوئی حقیقت ان کی واقعے میں  
ہے یا یہ سب ہمارے ذہن کے اختراعات ہیں۔ ہم نے ان جھگڑوں  
کو ایک غزل میں یاں کیا ہے اور وہ یہ ہے :

### غزل

کھول تو آنکھ ذرا دیکھ تماشا کیا ہے  
وہم ہے یا کہ حقیقت ہے یہ دنیا کیا ہے  
ہم نے مانا کہ یہ سب وہم ہے اے منکر ذات اے  
تو ہی کہہ دے کہ پھر امن وہم سے ہوتا کیا ہے  
تو یہ کہتا ہے ہیولی کے یہ سب دھوکے ہیں  
پھر ہیولی بھی تو دھوکا ہے یہ دھوکا کیا ہے  
یعنی دیکھا نہ ہو جس کو آتے ہم کیوں مانیں  
اک ذرا غور تو کو جی میں تو کہتا کیا ہے  
تو نے دیکھا ہے ارجی و ہیولی کو کبھی  
پھر جو قائل ہے تو ان کا تجھے سودا کیا ہے  
بے بنائے تو کسی کے نہیں بتنا کچھ بھی  
تجربہ، ہم کو بتا دے، کہ بتاتا کیا ہے  
مان لے تو کہ نہیں کوئی بنائے والا  
پھر قیاس اپنا ذرا دیکھ تو بتنا کیا ہے  
اس کا ہونا نہیں واجب تو نہیں کچھ ممکن  
پور اگر کچھ بھی نہیں ہے تو یہ جھگڑا کیا ہے

تھا ابھی اُس شعلہ خو سے خواب میں راز و نیاز  
کھل گئی جب آنکھ تو نے سوز تھا نے یا ز تھا  
دل میں چٹکی لی کسی نے آہ کیا آفت ہوئی  
بخت خفته خواب میں بھی تفرقہ انداز تھا

### پندرہواں سین محل سرانے عبدالعزیز

لیلیٰ <sup>۱</sup>	کون لا یا مجھے؟	مادر لیلیٰ	یہ ہے میری خطا
ایضاً	کیوں ستایا مجھے	ایضاً	چپ ہو او بے حیا!
„	جان دوں تو سہی	„	خوب ہے مر کھیں
„	دل میں ہے اب یہی	„	مجھے کو پروا نہیں
„	قید سے فائدہ؟	„	جان لوں گی تری
„	کوئی مر جائے کیا؟	„	یہ خوشی ہے مری
„	دل پہ قابو نہیں	„	کاش مر جائے تو
„	دل لگا ہے وہیں	„	اب اگر جائے تو
„	مجھکو منظور ہے	„	مار ڈالوں تجھے
„	جائے دو تم مجھے	„	اب وہ دن دور ہے
„	ہائے میں کیا کروں	„	زہر کھا لے کھیں
„	میں ابھی کھا بھی لوں	„	ہائے ملتا نہیں
„	دم نکلتا نہیں	„	میں گلا گھونٹ دوں؟

۱- صنف کلام: ایات (خطابی) بعمر متدارک واقی سالم - وزن: فاعلن فاعلن فاعلن ذاعلن دوبار - قصد شاعر: لیلیٰ کی زبانی اظہار ملائل دیوانگی کے پہلے سے، مادر لیلیٰ کی طرف سے طعن و تشنج و توبیخ -

لیلی گھونٹ بھی دو کہیں مادر لیلی سر پہ کیوں خون لون  
 ” پھر نکل جاؤں گی ” ” دیکھو کل جاؤں گی ” ”  
 ” کیوں قضا آئی ہے ” ” دائی مرتی ہوں میں ” ”  
 ” دیر بے کار ہے ” ” هائے برتی ہوں میں ” ”  
 ” قبر تیار ہے ” ”

### سولھواں سین — بیمار خانہ

درد دل<sup>۱</sup> کا علاج کیا ہوتا  
 رو بہ صحت مزاج کیا ہوتا  
 عشق نے کام ہی تمام کیا  
 لو طبیبوں نے بھی جواب دیا  
 اس مرض سے ہوئی شفا نہ ہمیں  
 راس آئی کوئی دوا نہ ہمیں  
 بس اجل ہی دوائے عاشق ہے  
 قبر دار الشفائے عاشق ہے

### ستہواں سین — وادی<sup>۲</sup> نجد

(ایک راہ گیر)

کون<sup>۳</sup> ہے یہ جوان زار و نزار

- ۱- صنف کلام : مثنوی بھر خفیف واوی مخبون مسکن محاذوف - وزن : فاعلاتن مقاعلن فعلن - دو بار قصد شاعر : اظہار علالت -
  - ۲- صنف کلام - ایضاً بھر و وزن ایضاً - بعض مصروعون میں دکن آخر مقصور لیے ہے (فعلان) - قصد شاعر : معشوق کی علالت کی خبر من کے عاشق کے دل میں کیا خیالات پیدا ہوئے، ”کاش آئے دل طبیب ہوتا میں“ اس ماضرع کا مضامون قیس کے دیوان سے لیا
- ۔ ۵

## دوسرالراہ گیر

ہے یہ لیلی کا عاشق بیمار  
سترنے ہیں ہم مریض ہے لیلی

پہلا

آؤ بجنوں کو دین خبرِ اس کی  
دیکھیں کیا کہتا ہے یہ دیوانہ  
ہوش بھی اس کو آتا ہے یا نہ؟

دوسرा

مفت کیوں خون لیتے ہو سر پر  
مر نہ جائے یہ عاشق مضطہ

پہلا

جس کسی کو ہو عشق کا آزار  
آس کا مرنا ہی خوب ہے اے یار

(بجنوں سے مخاطب ہو کر)

اے مریضِ محبتِ لیلی!

اے طلب گارِ وصلتِ لیلی!

سخت بیمار ہے وہ غیرتِ ماہ  
آس کے احوال سے بھی ہے آگاہ؟

بجنوں

کیا ستاتا ہے اے فلک مجھ کو

کیوں ستاتا ہے اے فلک مجھ کو

کاش اے دل! طبیب ہوتا میں

غم گسار حبیب ہوتا میں

فکر تیمار دل رُبا کرتا  
 کچھ نہ کچھ آس کی میں دوا کرتا  
 بس نہیں ہے کہ آڑ کے جاؤں میں  
 اک نظر اس کو دیکھ آؤں میں  
 اب کہاں صبر جانِ بسمل کو  
 سخت تشویش ہے مرے دل کو  
 گوکہ مجھ کو خدا سے ہے آمید  
 یعنی اپنی دعا سے ہے آمید  
 یہ بلا آس کے سر سے ٹل جائے  
 پہلے آس سے مجھی کو موت آئے

اٹھارہواں سین - محل سرانے عبدالعزیز

(لیلی کا دم واپسیں)

لیلی

هم<sup>۱</sup> نہیں آن میں جو ہیں موت سے ڈرنے والے  
 اس کا غم کیا یونہیں مر جاتے ہیں مرنے والے  
 ہو کے ماہیوس دیا چارہ گروں نے بھی جواب  
 زخم دل کے نہ تھے ایسے جو ہوں بھرنے والے  
 ہے خوشی موت کی ، خود زیست سے بیزار ہیں ہم  
 دم ٹھہر جائے تو ہم کب ہیں ٹھہرنے والے

۹۶۔ صنف کلام : غزل مسلسل مرقعی بحر رمل واقع مخبوں مسکن  
 محدود یا مقصور - وزن : ۴ علاتن فعلاتن فعلاتن فعلن دو بار - قصہ شاعر :  
 ایک وفادار معشوق کا خانمہ بالخير - لیلی اپنی موت سے خوش ، اپنے  
 عزیزوں سے ناراض گئی - اعتراف محبت ، وصیت -

## (عذیزیوں سے مخاطب ہو کر)

اب تو ٹھنڈک پڑی جی میں کہ ہوئے ہم برباد  
 آج تو خوش ہوئے الزام کے دھرنے والے  
 ہائے رہ رہ کے کلیچے میں دھوؤں آٹھتا ہے  
 آج کیوں چپ ہوئے کہہ کہہ کے مکرنے والے  
 لو کہہ دیتے ہیں ہم قیس پہ دم دیتے تھے  
 اب کدھر بیٹھے ہیں رسوا ہمیں کرنے والے  
 پاک گفت تھی ہمیں، اس کا خدا عالم ہے  
 پاک دل ہوتے ہیں اللہ سے ڈرنے والے  
 غسل میت مجھے دیتا ہے مرا دیدہ تر  
 دیکھو اس طرح نکھرتے ہیں نکھرنے والے  
 قبر تک جائیں گے اسیاب پریشانی کے  
 بعد مردن بھی یہ گیسو ہیں بکھرنے والے  
 کیا عجب میرے جنازے پہ کہیں اہل نظر  
 ہم نے دیکھئے نہیں ایسے کبھی منے والے  
 (اجلا اجلا وہ کفن اور وہ پھولوں کی سہک  
 منے کے بھی آہ سنورتے ہیں سنورنے والے  
 میرے بھنوں کو منے بے بعد یہ دینا پیغام  
 اے محبت میں مری خد سے گزرنے والے  
 تجھے پہ لیلی ہوئی قربان تری جان سے دور  
 دیکھو یوں بات پہ منے جاتے ہیں منے والے  
 'بے وفا' تو تو کھا کرتا تھا ہم کو اے قیس  
 تو سلامت رہے اے نام کے دھرنے والے

تو ہی کسہ دے کہ وفا اور کسے کہتے ہیں ؟  
 عمر بھر نام پہ لیٹھے رہے بھرنے والے  
 بیچ منجدہار میں ۰۰لفت نے ڈبیوا ہم کو  
 ہم نہ تھے آن میں جو ہیں پار اترنے والے  
 حشر کے دن تجھے اللہ سے لیں گے اے قیس  
 صبر کر صبر کر یہ دن ہیں گزرنے والے  
 تو نہ کڑھنا تجھے میری غمِ الفت کی قسم  
 اس کا غم کیا یونہیں مر جاتے ہیں مرنے والے  
 (لیلی کا مر جانا)

آنیسوائیں — عزا خانہ صف ماتم ، تابوتِ لیلی  
 (نوحہ مادر لیلی)

مر گئی<sup>۱</sup> لیلی جوان ، ہائے یہ کیا ہو گیا  
 ہو گئی برباد ماں ، ہائے یہ کیا ہو گیا  
 موت کی تھی دل میں یاد ، مر نے سے تھیں شاد شاد  
 آہ مری نا مراد ، ہائے یہ کیا ہو گیا  
 اے مری غنچہ دهن ، ہائے مری کم سخن  
 اے مری گل پیرہن ، ہائے یہ کیا ہو گیا

۱- صنف کلام : نوحہ ، بحر مندرج واقع مطوى مكسوف يا  
 موقف - وزن : مفتulan فاعلان مفتعلن فاعلان دو بار - جهان وقف ہے  
 وہاں پر فاعلان کی جگہ فاعلان ہے - قصہ شاعر : مادر لیلی کی  
 زیاف اعترف قصور - لیلی محنوں کے وصال میں کوفی مانع نہ تھا  
 موانع ضد اور تعصب اور نفاق کے جو اس گھرانے میں واقع تھے  
 اور غیرت کے پیرائے میں ظہور پزیر ہوئے ، کوفی امر شرعی مانع  
 نہ تھا ۔

مصنف کے نزدیک مناسب ہے کہ بد واقعہ (عنی لیلی کا مرنا)  
 پر دستے کے اندر سے واقع ہو (مرتب)

قیس سے تجھہ کو چھڑا لانے کی پائی مزما  
 سب ہے یہ میری خطا ہائے یہ کیا ہو گیا  
 خاک میں مل جائے مان مجھ سی نہیں ناشاد مان  
 مر گئیں کڑیل جوان ، ہائے یہ کیا ہو گیا  
 بیسوائیں سین — دشت نجد

مجنوں

کچھ آج سوا ہے بے قراری  
 کیوں آہ یہ کیا ہے بے قراری  
 آتی ہے صدائے شور و شین  
 ہے ہے کیا دل خراش ہیں بین  
 ہے آج یہ درد متصل کیوں  
 آمدًا آتا ہے مرا دل کیوں  
 آگے تو نسیم کوئے جاناں  
 لاتی تھی شمیم زلف پیچان  
 سنبل کی مہک فدا ہو جس پر  
 قربان ہو بوئے مشک عنبر  
 تسلکیں ہوتی تھی درد دل کو  
 گویا کھوتی تھی درد دل کو  
 ہے آج ہوا میں بوئے کافور  
 کیا کہتا ہوں اُس کی جان سے دور

۹۔ صنف کلام : مثنوی (مرقعی) بحر هزج مجز و اخرب مقبوض  
 مخذوف یا مقصور - وزن : مفعول مفعون فرعون یا فرعolan دو بار اور بعض  
 مصروعے بحر هزج مجز و اخرب اشتہر مخذوف یا مقصور - وزن : مفعول  
 فرعون فرعolan - قصد شاعر : اظہار اس کا کہ مجنوں کو  
 خود بخود مرگ لیا جی کی خبر ہو گئی اور پھر جب اس خبر کی  
 تصدقیق زبانی را گیر کے ہوتی تو اس کا کیا حال ہوا .

اے دل کس کا جنازہ ائھا  
 شاید میرا جنازہ ائھا  
 کیسی یہ ہچکیاں ہیں پیغم  
 ائھتا ہے دل سے سورِ ماتم  
 کیوں دل ہے مرا اداس اداس آج  
 جینے سے ہے اپنے مجھ کو یاس آج  
 آثار یہ بد ہیں اے دلِ زار  
 سنتا ہوں کہ وہ صنم ہے بیمار  
 کانٹا سا کھٹک رہا ہے دل میں  
 شعلہ سا لپک رہا ہے دل میں  
 لیلی کا مری حال کیا ہے  
 ہے یہ مجھے خیال کیا ہے  
 (دو شخص راہ گیر آتے ہیں)

ایک راہ گیر  
 دیکھو یہ قیس مبتلا ہے  
 لیلی پہ یہ نیم جان فدا ہے  
 دوسرا  
 یہ عشق نہیں جنوں ہے بے شک  
 وہ مر گئی یا نہیں خبر تک  
 مجنوں

اے حیرت عشق ہوش میں آ  
 اے غیرت عشق چوش میں آ  
 کیا کہتے ہیں لوگ آہ مجھ کو  
 سترے کی نہیں ہے تاب مجھ کو

ہے ہے کیا سخت زندگی ہے  
کیسی کم بخت زندگی ہے

لے تیرا برا ہو سخت جانی  
لیلی کی بھی آگئی سنائی

اب تک نہیں ہائے موت آتی  
اب تک نہیں ہائے جان جاتی

دیکھوں میں تیری قبر لیلی  
کیونکر ہو دل کو صبر لیلی

یہ دن تو مجھے خدا نہ دکھلانے  
پہلے تجھ سے مجھی کو موت آئے

اے دل! لے چل تو جانب "حے"  
دیکھوں تو کیا یہ ماجرا ہے  
اکیسو ان سین — کوچہ و بازار نجد  
مجنوں (خود بخود)

درد<sup>۱</sup> اور اس پر یہ دل کی بے قراری ہائے ہائے  
(حال اضطرار میں)

عشق اور آس پر یہ نا امیدواری ہائے ہائے

۱۔ صنف کلام : غزل مسلسل ، بھر رمل واقعی مقصود یا مخدوف وزن : فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن یا رکن آخر فاعلن - قصد شاعر : نوحہ و فریاد ، شدت الم و اضطراب ، اپنے عشق سے بدگافی - خود بخود جذب عشق کی مدد ہے قبر کا ڈھونڈھ نکالنا ، لیلی کی قبر اور تصور سے باتیں کرنا - تڑپ تڑپ کر جان دینا ، باغبان کی زبانی اظہار مرک مجنوں ، نتیجہ عشق مجازی - واقعہ یہ ہے کہ جب مجنوں نے لیلی کی سنائی وادی نجد میں سنی تو وہ روتا پیٹتا ، بہ حالت زار و دل بے قرار ( محلہ لیاں) کی طرف چلا : یہاں پہنچ کر ہر ایک سے قبر لیلی

عمر بہتر ترپا کیے ہم عمر بہر رویا کیے  
کیا بری تھی اے فلک قسمت ہماری ہائے ہائے  
شمع جل کر گل ہوئی پروانہ جلتا ہی رہا  
سو زغم دیکھی تری امیدواری ہائے ہائے  
ڈھونڈھتا<sup>۱</sup> پھرتا ہوں تربت کا پتا ملتا نہیں  
بے اثر تھی آہ میری سوگواری ہائے ہائے

### بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۲

کا پتا دریافت کرتا تھا ، مگر کوئی نہیں بتاتا تھا ۔ وجد اس  
ذہ بٹانے کی والبی نے نہیں لکھی ۔ بد ظاہر دو وجہیں ہیں ، یا تو  
یہ کہ مجنوں کے مر جانے کا خیال تھا کہ ایسا اہ ہو کہ قبر  
لیلیٰ کو دیکھ کر مجنوں ہلاک ہو جائے ، یا وہ لوگ کہ عزیز  
و اقارب تھے ، فرط غیرت سے مجنوں کو پتا نہیں بتاتے تھے ، اس  
لیے کہ مجنوں اس کے عشق میں بدنام اور مشہور ہو چکا تھا ؟  
پھر وہ کیونکر ایسے شخص کو اپنے عزیز لڑکی کی قبر کا پتا امن  
عاشق بدنام کو دیتے ؟ میرے نزدیک اس وجہ کو زیادہ تر قوت  
و رحیمان ہے ، اس لیے کہ مجنوں اور لیلیٰ کا وصال نہ ہونے کی  
بھی بھی وجہ ہوئی ۔ اگر لیلیٰ کے عشق میں مجنوں بدنام اہ ہو جاتا  
کوئی وجہ نہ تھی کہ اس کا چچا انکار کرتا ۔ اگرچہ مجنوں  
اس معاملے میں بنا برق تھا ، ہمارے بیان کے مطابق بے قصور تھا ۔ اس لیے  
کہ اس کا مکتب سے پہلے پہلے نکل جانا صرف شوریدگی عشق کے سبب  
سے نہ تھا بلکہ شرم اور غصے کو بھی اس میں کچھ دخل تھا ۔  
۱۔ بالجملہ مجنوں نے خود ہی قبر لیلیٰ کی دریافت کر لی ۔ جب وہ  
قبر لیلیٰ پر پہنچا اور اس کے دل نے گواہی دی بلکہ تصدیق کہ یہی قبر  
لیلیٰ ہے تو اس نے یہ شعر کہا ۔ (فرد) "ارادو الیخفا قبرہا عن محباہ ،  
و طیب تراب القبر ولی على القبر" ۔ ترجمہ : اور لوگوں نے چاہا کہ اس  
کی (لیلیٰ) قبر کو اس کے محب (عاشق) سے چھپا ڈالیں ۔ مگر بوئے خاک  
قبر نے اس کی قبر تک رہنائی کی ۔ اور اس شعر کو بہ تکرار پڑھتا رہا ۔  
بہان تک کہ مر گیا اور اسی کے برابر مدفون ہوا ۔

اے ناظرین والا تمکن ! میں دعا کرتا ہوں اور تم آمین کہنا  
کہ جس طرح عشق مجازی میں مجنوں کا انعام ہوا اسی طرح عشق  
حقیقی میں ہمارا تمہارا خاتمہ بالخير ہو ! آمین ثم آمین !